بدعاتِ صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی
ادارۂ معارفِ نعمانیہ
شاد باغ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت 152

بفیضانِ کرم:۔ شیخ الاسلام والمسلمین نبیرۂ اعلیٰحضرت جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب .... بدعات صحابہ

مصنف .... محمد فیض احمد اویسی رضوی

باراوّل .... محرم الحرام 1429ھ/جنوری 2008

تعداد 1100

شرفِ اشاعت .... ادارہ معارف نعمانیہ لاہور/ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ .... دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ۔ بیرون جات کے شائقین مطالعہ 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ زیر اہتمام رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ ... لاہور پاکستان E-mail: rizvifoundation@hotmail.com

الحمدللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی
سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد !

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہت سے امور ایسے ہیں جن کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بدعت کہا جیسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح کو نعمة البدعة فرمایا ایسے ہی جمع القرآن وغیرہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کوئی ایسا عمل صادر ہوا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل بہیت کذائیہ کے خلاف محسوس ہوا تو وہ بھی ان کے نزدیک بدعت ٹھہرا جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز اشراق مجموعی طور پر تراویح کی طرح پڑھتے دیکھ کر بدعت کہہ دیا۔ اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''کیا نوافل اشراق بدعت ہیں'' میں عرض کی ہے۔ یونہی حلقہ ذکر کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بدعت کہا وغیرہ وغیرہ

پھر جس عمل کو کسی صحابی نے بدعت کہا لیکن اس پر خود عمل فرمایا اور دوسرے حضرات بھی اس عمل میں شریک ہوئے تو وہ تا قیامت قابل عمل ہے جیسے بیس تراویح اور اسی پر اہل سنت کا عمل ہے لیکن غیر مقلدین اسے بھی بدعت سمجھ کر بیس تراویح کو بدعت عمری کہتے ہیں اور خود ساختہ آٹھ تراویح کو سنت کہتے ہیں اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''آٹھ تراویح بدعت'' ہے اور دوسرا رسالہ ''بیس تراویح سنت ہے'' میں پڑھیے۔

ہاں! جس خلاف سنت عمل کو کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدعت کہا اور وہ تنہا یا چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے اتفاق کیا لیکن

جمہور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اس عمل کو اچھا سمجھ کر عمل کیا تو وہ عمل بدعت نہ ہوگا بلکہ سنت ہوگا ان قواعد وضوابط کو سمجھنے کے بعد اب سمجھئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا "الصلوۃ خیر من النوم" کا تعین کر کے فرمایا:۔
اُحْدِثَ بَعْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بدعت وہ ہے جسے حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد نکالا گیا۔ ایسی بدعت پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت مجاہد کا قول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا:۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا وَقَدْ اُذِّنَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِ فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَخْرِجْ بِنَا مِنْ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ

میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے ساتھ ایک مسجد میں گیا تو اذان ہو رہی تھی اور ہم بھی مسجد میں نماز کے ارادہ پر گئے تھے لیکن مؤذن نے مذکورہ بالا کلمات کہہ ڈالے تو حضرت ابن عمر مسجد سے نکل گئے اور مجھے فرمایا اس بدعتی سے نکل جاؤ اسی وجہ سے آپ نے اس مسجد میں نماز نہ پڑھی۔

اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے خروج از مسجد کی علت بتاتے ہیں۔

وَاِنَّمَا كَرِهَ عبداللّٰه بن عمر التَّثْوِيْبَ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ النَّاسُ بعد

(ترمذی باب ماجاء فی التثویب الفجر، جلد اول)

بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدعت سے کراہت کی جسے لوگوں نے حضور علیہ السلام کے بعد نکالا۔

سوال:۔ یہ بدعت ہر مسجد میں ہر صبح کی اذان میں سنائی دیتی ہے بلکہ کوئی نہ کہے تو اس مؤذن کی خیر نہیں!

جواب:۔ الصلوۃ خیر من النوم بدعت نہیں حضور علیہ السلام کی احادیث صحیح سے ثابت ہے بلکہ اس سے مراد اذان کے بعد دوبارہ نماز کی اطلاع ہے جسے تھویب کہا جاتا ہے۔ یہ سوال شیعہ کرتے ہیں اسی لئے شیعہ یا بعض مجتہدین کا اعتراض بے جا ہے۔

سوال:۔ اگر یہ سنت ہے (واقعی سنت ہے) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے اسے نہ صرف بدعت ٹھہرایا بلکہ غصہ سے اس مسجد میں نماز بھی نہ پڑھی۔

جواب:۔ مروجہ الصلوۃ خیر من النوم مراد نہیں کیونکہ اسے خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کہتے تھے چنانچہ ترمذی میں ہے۔

رُوِیَ عَنْ عبداللہ بن عمر اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

الصلوة خير من النوم

مروی ہے کہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما صلوۃ الفجر

میں الصلوۃ خیر من النوم

یعنی اس سے مروج الصلوۃ خیر من النوم مراد ہے جو تھویب کے طور کہی جاتی ہے

سوال:۔ الصلوۃ خیر من النوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے۔

جواب:۔ اذان کے اندر الصلوۃ خیر من النوم کے متعلق صرف شیعہ کا خیال ہے کہ سنت نبوی نہیں، سنت عمری ہے یہ خیال اس لئے کہ اذان کے اندر "الصلوۃ

خیر من النوم " کا کلمہ حضور علیہ السلام کا اپنا فرمودہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی موجودگی میں پڑھا " الصلوۃ خیر من النوم " میں جس " الصلوۃ خیر من النوم " کی بحث ہے وہ اذان کے بعد کے بارے میں ہے چنانچہ امام ترمذی نے تثویب کا باب باندھ کر ایک حدیث نقل کر کے اس کے ضعف کی تصریح کر کے فرمایا۔

وقداختلف اھْلُ العلم فی تفسیر التّثوِیب

اہل علم نے تثویب کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔ اس کا ایک قول تو فی الاذان کا ہے لیکن وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی مراد نہیں اس لئے کہ اس تثویب کے خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال میں ترمذی شریف کی عبارت میں ہے۔ حضرت ابن عمر کی مراد یہی تثویب ہے جو اذان کے بعد کہی جائے۔ چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

هو شئی اَحدَثَه النّاس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اذا اَذن الْمُؤذِنُ فاسْتَبطَأ الْقوْمِ قَالَ بَیْنَ الْاَذان و لاقَامة

"وہ ایک ایسی شئے ہے کہ جسے لوگوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (بدعت) نکالا کہ جب مؤذن اذان کہے اس کے بعد لوگوں نے نماز میں سستی کی تو اذان واقامت کے درمیان یہ کلمہ شروع کیا گیا"

سوال :۔ یہ جواب شیعوں کے لئے تو ہو سکتا ہے لیکن دیوبندیوں، وہابیوں کا جواب تو نہ ہوا ان کا اعتراض یہی ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد جو نیا کام شروع کیا جائے وہ بدعت ہے اسی لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس مسجد

میں نماز پڑھنا بھی گوارا نہ کیا جس میں اس بدعت کا ارتکاب ہوا۔

جواب نمبر ۱ :۔ یہ تو مسلّم ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اختلافات فی المسائل ہوئے اور نہ صرف یہی تثویب بلکہ ہزاروں پھر ان اختلافات میں ترجیح اس صحابی کے قول کو دی جاتی ہے جس کے قول کی تائید دوسرے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے یا قرآن وحدیث سے تقویت حاصل ہو۔ تثویب کی اس تفسیر پر کہ بعد اذان نمازیوں کو دوبارہ بلایا جائے صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو انکار ہے ورنہ آپ کے سوا دوسرے صحابہ ان کے بعد تابعین وتبع تابعین تا حال تثویب کو مستحسن سمجھا گیا اور الحمدللہ تا حال معمول بہ ہے جس کی تحقیق فقیر نے القول العجیب فی تحقیق التثویب میں لکھ دی ہے صرف فرق یہ ہے کہ خیر القرون میں الصلوۃ خیر من النوم کہتے اور آج کل الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہتے ہیں الحمدللہ اہل سنت (بریلوی) کا عمل خیر القرون کے مطابق ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جن اکابر کے اسمائے گرامی گنوائے ہیں تابعین اور شروح احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے اسما بھی گنوائے ہیں۔

فائدہ :۔ اس سے مخالفین کا رد ہوا کہ وہ ہمیں بدعتی کہتے ہیں حالانکہ وہی خود بدعتی ہیں کہ خیر القرون کے عمل کو بدعت کا فتوی لگاتے ہیں ہاں یہ قاعدہ یاد رکھئے کہ خیر القرون سے تا حال اکثر شرعی مسائل میں سینہ اور اسماء وصفات میں ہزاروں تبدیلیاں واقع ہوئیں لیکن مخالفین کو ضد صرف ان ہی مسائل سے ہے جو اہل سنت سے انہیں خلاف ہے۔

جب قوم (بعض مسلمان) اذان سن کر نماز کی حاضری سے تاخیر نے لگی تو تثویب کا آغاز کا آغاز ہوا۔

ایسے ہی جمعہ کی اذان کے اضافہ کی علت احادیث مبارکہ میں موجود ہے ایسے ہی مدارس کے آغاز و دیگر جملہ اکثر بدعات حسنہ کا یہی حال ہے۔ لیکن جن بزرگوں نے اظہار کراہت کی ان کا مقصد بھی نیک تھا وہ فرماتے کہ عوام کو ایسی سہولتیں دی گئیں تو وہ دین سے آگے بڑھ کر سستی اور غفلت کریں گے۔ چنانچہ ان کا مؤقف بھی صحیح ہے لیکن چونکہ ان کا مؤقف مبنی بر اجتہاد خطائی تھا اسی لئے انہیں معذور قرار دے کر ان کے مؤقف پر عمل نہ ہوا اور نہ ہی ہم انہیں ملامت کر سکتے ہیں اس لئے ان کا مطمع نظر اسلام کی فلاح و بہبودی تھا اور جن بزرگوں کے اجتہاد پر عمل ہوا۔

جیسے جمعہ کی اذان کا اضافہ وہ مبنی بر صواب ہے۔ اس سے انہیں اجر و ثواب نصیب ہوگا (انشاء اللہ) لیکن خطائے اجتہادی سے کف لسان ضروری ہے وہ اجتہاد صحابہ کرام ہو یا ائمہ عظام رضی اللہ تعالی عنہم اس لئے کہ

خطائے بزرگان گرفتن خطاست

بزرگوں کی خطا پر گرفت کرنا خود خطادار ہونا ہے مشہور مقولہ ہے۔

نماز اشراق بدعت

نماز اشراق جیسے نوافل کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے بدعت کہا چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:۔

عَنْ مُجاهد قال دخلتُ الْمَسْجِدِ فاو عروة بن الزبير

فاذا عبداللّٰه بن عمر جَالسٌ و النّاس يُصَلُّوْنَ الضحى

فِي الْمَسْجِدِ فَسا لنَاه عَنْ صلوتهم فَقَالَ بِدعَة

حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ مسجد میں داخل ہوئے وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے اور مسجد میں اشراق کے نوافل پڑھ رہے تھے ہم نے ان سے ان کی نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ بدعت ہے"

فائدہ :۔ یہ وہ نوافل ہیں جنہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکثر پڑھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تا حال ہر نیک صالح انسان پڑھتا ہے بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ نوافل بالا ناغہ پڑھے جائیں تو قرض اتر جاتا ہے اور تنگدستی و افلاس دور رہتا ہے اور آخرت کا اجر و ثواب تو شمار سے باہر ہے تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ " فضل الخلاق فی نوافل الاشراق " میں لکھی ہے۔

انتباہ :۔ دیوبندی، وہابی ہر ایسی احادیث مبارکہ اور عبارات اسلاف دکھا کر دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ احادیث مبارکہ کی حقیقت حال سے چشم پوشی یا عمداً دین کے مسائل پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ مثلاً اسی روایت کو دیکھ لیں کہ نماز اشراق افعال و اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحاح کی روایات سے ثابت ہے خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے انکار فرمایا تو علماء کرام نے اس کے جوابات میں تصنیفات لکھ دیں۔ چنانچہ صرف اسی موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ " جز فی صلوۃ الضحی الحاوی الفتاوی " میں موجود ہے جو جلد اول میں صفحہ ۵۸ تا صفحہ ۷۳ تک پھیلا ہوا ہے۔

حقیقت حال

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نفس نوافل اشراق کو بدعت نہیں فرمایا بلکہ لوگوں کے ایک غلط رویہ کو بدعت بتایا ہے جس کی تفصیل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی الفتاوی کے رسالہ مذکور کے آخر میں لکھا کہ

عَنْ اَبِیْ امامة بن سهل بن حنیفه قَالَ اوَّلَ مَنْ صَلّٰی الضحٰی اَجِلٌّ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِی صلی اللہ علیه وسلم یُقَالَ لَهٗ ابو الزوايد

(الحاوی الفتاوی صفحہ ۳۷ جلد اول)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز اشراق جس نے پڑھی (بدعت نکالی) وہ ایک صحابی ابوالزوائد تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ:۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس ابوالزوائد پر جرح قدح اور تنقید و تبصرہ کے بعد لکھتے ہیں۔

قدتا ولوا هذا الاثر على انه اول من صلاها في المسجد جماعة كما تصلى التراويح

اس نے تراویح کی طرح اشراق کو باجماعت مسجد میں پڑھنا شروع کر دیا۔

عبداللہ بن عمر کے انکار کی وجہ

امام جلال الدین سیوطی امام نووی از قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مسلم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

مُرَادُهٗ اَنْ اِظْهَارُهَا فِیْ الْمَسْجِدِ بِدْعَةٌ وَالْاِجْتِمَاع لَهَا هُوَ الْبِدْعَةُ الا اَنَّ

اَصْلَ صلوة الضحى بدعة (الحاوی الفتاوی صفحہ ۳۷ جلد اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز اشراق کا مسجد میں اظہار اور اس کے لئے اجتماع (باجماعت وغیرہ) بدعت ہے نہ ان کی مراد یہ ہے کہ اصل نماز اشراق بدعت ہے۔

اپیل اویسی غفرلہٗ:۔ دین کا درد رکھنے والوں سے اپیل ہے کہ بدعت کے فتوے لگانے کے شوقین لوگوں کا حال دیکھئے کہ وہ خواہ مخواہ ہر نیک عمل بالخصوص حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے متعلقات پر بدعات سیئہ کا بہتان تراش کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایسے اقوال کے نظائر و شواہد سے دھوکہ دیتے ہیں کیا یہ دین کی خدمت ہے یا دین دشمنی اسی لئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے ایسے لوگوں کی علامات بتا کر امت کو ان سے دور رہنے کی بار بار تاکید فرمائی تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "دیوبندی وہابی کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی"

قاعدہ:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا دوسرے اولیائے امت جس عمل کو بدعت کہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ بدعت سیئہ ہے اور اگر فی الواقع بدعت سیئہ بھی ہوگی تو چند عوارض کی وجہ سے، ورنہ بلا عوارض وہ بدعت سیئہ نہیں ہوتی اس کی ہزاروں مثالیں شریعت مطہرہ میں موجود ہیں۔

فقیر نے کتاب "بدعت ہی بدعت" میں چند مثالیں عرض کر دی ہیں اس کا مطالعہ کیجئے

انتباہ:۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم سنت نبوی ہے نہ کہ بدعت عمری، کیونکہ اَلصَّلٰوۃُ خیرٌ مِّنَ النَّوْم کے الفاظ صبح کی اذان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے زمانہ پاک میں پڑھے جاتے تھے ابوداؤد شریف میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اذان سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

فان کان صلاۃ الصبح قلت اَلصَّلٰوۃُ خَیر" مِّنَ النَّوْم

اَلصَّلٰوۃُ خَیر" مِّنَ النَّوْم

یعنی اگر صبح کی نماز کی اذان ہو تو اس میں حی علی الفلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیر" مِّنَ النَّوْم دومرتبہ کہہ لے تو واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق یہ کلمات اذان کے ہیں جو زمانہ نبوی میں پڑھے جاتے تھے۔

خلاصہ بحث :۔

نماز صبح کی اذان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَلصَّلٰوۃُ خَیر" مِّنَ النَّوْم کو بدعت نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اس کے خود عامل تھے اور نہ یہ بدعت ہے جیسے شیعوں میں مشہور ہے بلکہ یہ کلمات خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہیں ہاں یہ کلمات اذان کے بعد دوبارہ لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے تابعین یا بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایجاد کئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے بدعت کہا بلکہ ناراض ہوئے تو اس کے جوابات رسالہ ہذا میں مفصل گذرے ہیں یونہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز اشراق کو بدعت نہیں کہا بلکہ لوگوں کے نئے ایجاد کردہ طریقہ کو بدعت کہا جیسا کہ رسالہ ہذا میں مختصر اور تصنیف فقیر " فضل الخلاق فی تحقیق صلوۃ الاشراق " میں ہے۔

بلکہ اگرچہ ہیئت کی تبدیلی کے باوجود بھی اشراق کے نوافل کو بہ نگاہ تحسین دیکھتے تھے چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اخرج ابن عبدالبر فی التھمید عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لقد قتل عثمان احد یسجھا وما احدث الناس شیئا احب الی منھا (الحاوی الفتاوی صفحہ۳۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک ان نوافل (اشراق) کو کسی نے نہیں پڑھا ہاں جن لوگوں نے طریقہ جدیدہ سے اس کو ایجاد کیا ہے وہ میرے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔

فائدہ :۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما طریقہ جدیدہ کو بدعت کہتے تھے نہ کہ نوافل اشراق کو اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب کہ اس سے زائد احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ سے اس کا ثبوت موجود ہے تفصیل فقیر نے رسالہ فضل الخلاق فی تحقیق صلوۃ الاشراق میں عرض کردی ہے۔ چند احادیث اس رسالہ میں بھی پڑھئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص فجر کی نماز کے بعد اسی جائے مسجد پر بیٹھا رہے اور ذکر میں مشغول رہے اور پھر اشراق کی نماز پڑھے تو اس کو ایک مقبول حج و عمرہ کا ثواب ملے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ قال رسول اللہ ...

علیہ وسلم تامۃ تامۃ تامۃ

جو شخص باجماعت نماز فجر پڑھے پھر ذکر الٰہی کرتے ہوئے بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اس کے لئے حج وعمرہ جتنا ثواب ہے۔ راوی نے فرمایا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا، پورا، پورا۔ رواہ ابو عیسٰی الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریبا سنن

(ترمذی صفحہ ۱۰۳، جلد ۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۱، جلد ۱، الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۵، جلد ۱)

امام احمد طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے: من صلّی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ تعالٰی حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین لہ کاجر حجۃ تامۃ وعمرۃ تامۃ۔ حدیث حسن

جو شخص نماز فجر باجماعت پڑھے پھر ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے پورے حج اور پورے عمرہ کے ثواب جیسا ثواب ملتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے (حاشیہ مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۱)

حضرت سہل بن معاذ الجہنی اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قعد فی مصلاۃ حین ینصرف من صلوٰۃ الصبح حتٰی یسبّح رکعت الضحٰی لا یقول الا خیراً غفرلہٗ خطایاہ وان کانت اکثر من زبد البحر۔ جو شخص نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنے نماز میں بیٹھا رہے یہاں تک کہ وہ ضحٰی کی دو رکعتیں پڑھے اس حال میں کہ وہ نہ بے [illegible] بھی بات تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔ (سنن ابوداؤد صفحہ ۱۸۲، جلد ۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰۶، جلد ۱)

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ضحٰی کی دو رکعتوں سے مراد نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور دوسری حدیثوں میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کا احتمال موجود ہے۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۵۳، جلد ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن عبد صلّی صلاۃ الصبح ثم جلس فی مجلسہ حتّٰی تطلع الشمس ثم یقوم فیصلی رکعتین او اربع رکعات الا کان لہ خیراً مما طلعت علیہ الشمس۔ کوئی بندہ نہیں جو صبح کی نماز پڑھے پھر اپنی جگہ میں بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر اٹھے اور دو یا چار رکعتیں پڑھے مگر اس کے لئے یہ بات ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۲، جلد ۱)

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھے پھر اپنی جگہ نماز پر ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے بیٹھا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھے تو اللہ تعالٰی آگ پر یہ بات حرام فرما دیتا ہے کہ وہ اسے جھلسے یا کھائے۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۳، جلد ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذکر الٰہی کرنے والوں کے ساتھ میرا صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولادِ اسماعیل کے چار غلام آزاد کروں اور ذکرِ الٰہی کرنے والوں کے ساتھ میرا نمازِ عصر سے غروب آفتاب تک بیٹھا

رہنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔

(رواہ ابوداؤد وحسنہ السیوطی فی الجامع الصغیر صفحہ ۲۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۱ جلد ۱)

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں

جاننا چاہیے کہ اس حدیث میں ذاکرین کے ساتھ بیٹھے رہنے کا بظاہر مفہوم ذکرِ الٰہی میں ان کے ساتھ شریک ہونا ہے اور اگر مجرد بیٹھنا اور ان کی صحبت میں رہنا ہی مراد ہو تو یہ بھی درست ہے کیونکہ اسی معنیٰ میں یہ آیا ہے:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ

وہ بیٹھنے والے ہیں کہ ان کا ساتھی بدبخت نہیں ہوتا

(اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۲۲ جلد ۱)

طبرانی اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

جو شخص نماز فجر پڑھے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور کوئی بے فائدہ دنیاوی کام نہ کرے اور اللہ کو یاد کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا اس پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۲ جلد ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک دستہ (جہاد کے لئے) روانہ فرمایا اس دستے نے مال غنیمت حاصل کیا اور بہت جلدی واپس چلا آیا تو لوگوں نے اس کی کثرت مال غنیمت اور جلدی کے ساتھ واپسی کے بارہ میں گفتگو شروع کر دی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں

اس سے زیادہ ثواب والا جہاد، کثرت والا مال غنیمت اور جلدی واپس چلا آنے والا دستہ نہ بتاؤں۔ من توضاء ثم غدا الی المسجد لسبحة الضحیٰ فهو اقرب منه مغزی واكثر غنيمة واوشک رجعة

جو شخص وضو کرے پھر مسجد کی طرف اشراق پڑھنے کے لئے جائے تو اس کا یہ عمل زیادہ ثواب والا جہاد، زیادہ کثرت والا مال غنیمت اور زیادہ جلدی واپس آنے والا دستہ ہے

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۳ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۲ جلد ۱)

حضرت سماک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے فرمایا ہاں، بہت مرتبہ

فكان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لایقوم من مصلّاه الذی صلّی فیه الغداة حتی تطلع الشمس فاذا طلعت قال صلی اللّٰه علیه وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں اٹھا کرتے تھے جس میں نماز فجر پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا پھر جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ نماز اشراق پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ (سنن ابی داؤد صفحہ ۱۸۳ جلد ۱)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج کے نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے تھے آپ کو کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا أُرِيْدُ بِهِ السُّنَّةُ میں اس عمل کے ذریعے سے سنت کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۴ جلد ۱)

حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میرا کسی قوم کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے ہوئے یعنی تکبیر وتہلیل پڑھتے ہوئے نماز فجر سے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہنا مجھے اس سے زیادہ محبوب اور خوش کن ہے کہ میں غلام آزاد کروں
(غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۳، جلد ۲)

حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد میں صبح کی نماز پڑھے پھر ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے پھر جب آفتاب طلوع ہو تو اللہ تعالٰی کی حمد بیان کرے اور دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھے تو اللہ اس کو اس کی ہر رکعت کے عوض میں جنت میں ایک لاکھ حوریں عنایت فرماتا ہے جبکہ ان میں سے ہر حور کے ہمراہ ایک لاکھ کنیزیں ہوں گی اور یہ شخص اللہ کے نزدیک اوّابین (عبادت گزاروں) میں شمار ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۴، جلد ۱)

مزید احادیث فقیر کا رسالہ "فضل الخلاق فی تحقیق صلوٰۃ الاشراق" میں ملاحظہ فرمائیں۔

مدینے کا بھکاری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۹ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ ۱۵ نومبر ۱۹۹۲ء شب سوموار بعد صلوٰۃ المغرب

واضافہ جدید و ۱۷ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ نومبر ۲۰۰۲ء بہاولپور (پاکستان)